ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اخبار

قادیان دارالامان سے

ھدی للناس

۳ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

۳ دسمبر ۱۹۱۸ء مطابق ۲۸ صفر ۱۳۳۷ھ

ضوابط

۱۔ عوام سے ... ہے

ماہی ۱۲ عہ

۲۔ امتیازی قیمت ص

حضرات کے اسمار گرامی اخبار سرپرستوں کے فہرست میں لکھے جائینگے اس کے علاوہ ہدایت کردہ عطیہ تصور ہوگا۔

مقا

۱۔ اسلام کی خوبیوں ا... کرنا اور دیگر مذاہب پ... کرنا

۲۔ آریوں اور... اسلام کو بجا...

۳۔ الزامات ... چسپرہ۔

۴۔ حضرت باوا... کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچانا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا۔

۵۔ گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی ؛

جلد ۱۰ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ووان | نمبر ۵

آہ میر حامد شاہ صاحب

KHILAFAT LIBRARY

ہم قادیان کی پرنور مقدس سے دور بیٹھے ہوئے تھے جب ہم نے یہ ہولناک اور الم افزا خبر سنی کہ احمدیت کا مکمل نمونہ تقوے اور طہارت کی مجسم مورت مرزا کا ہر دلعزیز ہمدرد حضرت قبلہ میر حامد شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالے اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

مرحوم حسنات کا مرکز تھے آپ کافی عرصہ سیالکوٹ میں سپرنٹنڈنٹ ضلع رہے آپ کی نیکوکاری پارسائی اور پرہیزگاری کے افسر اور ماتحت سب ثناخوان اور والاؤ شیدا تھے۔ سیالکوٹ اور اس ضلع کے مضافات کی احمدی جماعت اپنے اندر ایک خاص خصوصیت رکھتی ہے۔ اور یہ سب حضرت میر حامد شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ کی قوت قدسی کا نتیجہ تھا بلاشبہ آپ کا قدسی وجود سو لیکچراروں کا ایک لیکچرار تھا مرحوم خاکسار ایڈیٹر نور سے خاص محبت رکھتے تھے میرے مرحومہ بیوی کے انتقال پر آپ نے مجھے ایسا ہمدردی سے لبریز خط لکھا جس کا ایک ایک لفظ میرے دکھیا اور غم میں ڈوبے ہوئے دل کے لئے ڈھارس کا موجب بنا اور ہر جب اس کے دو ماہ بعد آپ قادیان تشریف لائے تو بہت عرصہ تک خاکسار کے پاس بیٹھکر میری دلداری فرماتے رہے ؛

گذشتہ سال جب سیالکوٹ میں خاکسار کا ایک پیلک لیکچر اور مباحثہ ہوا تو آپ اس قدر خوش ہوئے کہ فرحت محبت سے دور تک خاکسار کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے اور خاکسار کے لیکچر سے آپ کا دل اس قدر خوش تھا کہ آپ کے روم روم سے خاکسار ایڈیٹر نور کے لئے دعائیں نکلتی تھیں اور سب سے پہلے نور کے قابل رحم حالت پر حضرت میر صاحب مرحوم کا دل ہی پسیجا اور یہ مرحوم کی دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے کہ آج نور زندہ نظر آرہا ہے ورنہ گذشتہ سال جو زبردست دھکا نور کو لگا تھا اس سے جان بر ہونا مشکل نظر آرہا تھا۔ اب کی دفعہ نور کا سال ختم ہونے پر جب حسب معمول آپ کو بھی دفتر نور کی طرف سے اطلاعی وظیفہ لکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخ صاحب بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں اور پھر نور کا وی پی واپس کردوں آپ بدوں مجھے اطلاع دیے ہی میرے نام وی پی کردیا کریں۔

حضرت میر صاحب مرحوم سادگی کا ایک نمونہ تھے باوجود ایک معقول عہدہ پر فائز ہونیکے آپ تبلیغ میں ہی سفر فرمایا کرتے تھے نور اپنے ایک بہترین ہمدرد اور خیر خواہ کے اٹھ جانے سے خاص قلق محسوس کر رہا ہے مگر ہم مسلمانوں کے لئے جن کا یہ فرض ادا ہے کہ ہر دکھ اور مصیبت میں ان اللہ مع الصابرین کی بشارت کا پھایا اپنے زخمی دل پر لگائیں اس لئے اللہ تعالے کے حضور دست دل سے دعا کرتا ہوں کہ مولا کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے دوست حضرت میر صاحب کا جنازہ غائب پڑھیں ؛

اسی طرح ہمارے معزز بھائی غلام مصطفےٰ احمدی نگھیانہ کا لڑکا محمد جعفر اور ان کا پوتہ ۱۳ سالہ اور جناب کلن خان صاحب کا لڑکا محمد علیخان اور جناب ڈاکٹر ابراہیم صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ کی اہلیہ نے انتقال کیا اللہ تعالے ان کو اپنی قرب رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے دوست ان سب کا جنازہ غائب پڑھ دیں ؛

پھر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ ہر مصیبت میں ان اللہ

شیخ محمد نصیب کے اہتمام سے قادیان میگزین پریس میں چھپکر شیخ محمد یوسف کیلئے شائع ہوا

۱۹۰۳ء کی باسمتی ۱۹۱۸ء کے دستر خوان پر

KHILAFAT LIBRARY

(گذشتہ سے پیوستہ)

نکتہ۔ بمقام گورداسپور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ھدی للمتقین کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہی متقی ہوتا ہے جو اتقا کا حصہ اپنے اندر رکھتا ہے اور اسی لئے ہدی للکفرین نہیں فرمایا۔

ذیابیطس کی مرض کا ذکر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے مجھے سخت تکلیف تھی ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے آج میں اس پر غور کر رہا تھا تو خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر ..... لوگ بناتے ہیں اگر اس سے عذر ہوتا ہو تو عجب کی بات نہیں مگر عسل (شہد) تو خدا کی وحی سے طیار ہوا ہے اس لئے اس کی خاصیت دوسری شیرینیوں کی سی ہرگز نہ ہوگی اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شفاء للناس فرمایا جاتا مگر اس میں صرف عسل ہی کو خاص کیا ہے پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی طیاری بذریعہ وحی کے ہے اس لئے کبھی جو پھولوں سے یہ چوستی ہوگی تو ضرور مفید اجزا کو ہی چنتی ہوگی اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کچھ ملا کر اسے پیا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا۔ حتے کہ میں نے جسے پیر دبانے کے قابل اپنے آپ کو پایا اور پیر گھر کے آدمیوں کو لیکر باغ تک چلا گیا اور وہاں دس رکعت اشراق نماز کی ادا کیں۔

خدا تعالیٰ کے ان صفات رب۔ رحمن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین پر توجہ کی جاوے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کیسا عجیب خدا ہے۔ پھر جس کا رب ایسا ہو وہ کبھی نامراد اور محروم رہ سکتا ہے رب کے لفظ سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ دوسرے عالم میں بھی ربوبیت کام کرتی رہیگی۔

جہاں اسباب غیر موثر معلوم ہوں وہاں دعا سے کام لے۔ ۲۴ نومبر ۱۴ء بوقت ظہر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی رویا سنائی:۔

میں نے ایک سفید تہ بند باندھا ہوا ہے مگر وہ بالکل سفید نہیں ہے کچھ کچھ میلا ہے کہ اسی اثنار میں مولوی صاحب نماز پڑھانے لگے ہیں اور انہوں نے سورہ الحمد جہر سے پڑھی ہے اور اس کے بعد انہوں نے یہ پڑھا الفارق وما ادرک ما الفارق اس وقت مجھے یہی معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف میں سے ہی ہے اور ایک اور الہام ہوا۔ روز نقصان برتو نیاید۔

حضرت حکیم نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کی۔ بعض آریوں نے بہت ہی گندے کلمات قرآن شریف اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھے ہیں۔ فرمایا کہ ہانڈی میں جب ابال آتا ہے تو پہر جلدی بیٹھ جایا کرتا ہے یہی حالت ان لوگوں کی ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسلام جیسا مذہب جسے خدا نے پیش کیا ہے اس کے مقابل پر اور بھی کوئی خدا مانا جا سکتا ہے اسلام کا خدا کل کمالات کا مالک ہے اور جب روح اور اس کے خواص سب خود بخود ہیں تو وہ خدا کو کہہ سکتی ہے کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے جو تو مجھے کسی قسم کی سزا دے اس خدا شناسی میں ان لوگوں کی حالت دہریوں سے ملتی ہے

انہوں نے ہر ایک بات پر اعتراض کرنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے حالانکہ ایک عارف آدمی اس بات کا ہرگز قائل نہ ہوگا کہ کل اسرار الوہیت کو کوئی سمجھ سکے مثلاً اس قدر جو مخلوقات موجود ہے اور قسم قسم کے پتھر بوٹیاں اور اشیاء ہیں کیا کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے ہر ایک کے خواص پر احاطہ کر لیا ہے اور جو کچھ میں نے معلوم کیا ہے اس سے بڑھکر اب کوئی حکمت الٰہی اس میں ہرگز نہیں ہے اس لئے حق کے طالب کو چاہیئے کہ وہ بات جس سے ایمان وابستہ ہوتا ہے اختیار کرے اور اسے سمجھے اور دوسری باتوں کے لئے اپنے نقص عقل کو تسلیم کرے جوں جوں خدا تعالیٰ بصیرت دیگا توں توں اس کا علم بڑھے گا نادانی ہے کہ انسان کے جسم کے اندر جس قدر قوائے ہیں ان کی حکمت اور خواص کو نظر نہ کی جاوے اور باتوں کے ٹیڑھے ہونے یا اور اس قسم کی باتوں پر اعتراض کیا جاوے

سیالکوٹ سے واپس ہوتے ہوئے حضرت اقدس نے موضع ہمرائیاں سفر کے رات کو بٹالہ میں قیام فرمایا تھا بٹالہ کی احمدی جماعت نے اس موقعہ پر حسن خدمات کا فخر اول مرتبہ حاصل کیا۔

زیر اہتمام قاضی نعمت علی صاحب احمدی اور چند دیگر احباب ریلوے سٹیشن سے اترتے ہی چار اور عمدہ کھانا تیار ملا۔ چارپائی اور مکان انتظام جو کہ سٹیشن کے متصل سرائے میں کیا گیا تھا بہت عمدہ تھا جس سے کسی قسم کی تکلیف کسی صاحب کو نہیں ہوئی۔ افسوس کہ یہ خبر سیالکوٹ کے حالات قلمبند کرتے ہوئے رہ گئی۔

موخہ ۱۱ نومبر ۱۴ء ایک شخص کی طرف سے رقعہ پیش کیا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہیں اور ان کا لڑکا فوت ہو گیا ہے انکو ہستی باری پر شبہات پیدا ہو گئے یہ اپنی اصلاح کی تدبیر دریافت کرتے ہیں فرمایا ان کی بیقراری کو اللہ تعالیٰ دور کرے دیکھو اگر کسی شخص کے سامنے دو بچے ہوں ایک تو کسی اجنبی کا ہو اور دوسرا اس کا اپنا پیارا تو کیا وہ اس اجنبی بچہ کی خاطر اپنے بچہ سے محبت چھوڑ دیگا۔ نہیں۔ بلکہ ہرگز نہیں۔ پس جبکہ انسان مسلمان کہلاتا ہے جس کے معنے ہیں بالکل خدا کا ہو جانا اور کسی حالت میں اس سے بیوفائی نہ کرنا پھر اولاد کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ فاحذروھم کہ مال اور اولاد تمہاری دشمن ہیں ان سے ڈرتے رہو کیونکہ اگر زندہ رہے تو ممکن ہے کہ نافرمان ہو۔ مرتد ہو جاوے۔ بدکار ہو۔ چور یا ڈاکو بن جاوے۔ مر جاوے تو پھر ویسے ابتلا آجاتا ہے پس ہر حالت میں موجب فتنہ اور فساد ہوتی ہے مگر جب مومن کو خدا سے تعلق ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ اگر یہ بچہ مر گیا ہے تو کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے ما ننسخ من ایات او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا دیکھو آنحضرت کے ۱۲ بچے فوت ہوئے ایمان تو وہ ہوتا ہے جس میں لغزش نہ ہو اور ایسے ایمان والا خدا کو بہت محبوب ہوتا ہے ہاں اگر بچہ خدا سے زیادہ محبوب ہے تو پس نہیں سمجھ سکتا کہ ایسا شخص خدا پر ایمان کا دعوے کر سکے اور وہ کیوں ایسا دعوے کرتا ہے۔ ہم نہیں جان سکتے کہ ہماری اولادیں کیسی ہوں گی صالح ہونگی۔ یا بدمعاش اور نہ ان کے ہم پر کوئی احسان ہیں اور خدا کے تو ہمپر لاکھوں لاکھ احسان ہیں ..... پس سخت ظالم ہے وہ شخص کہ اس خدا سے تعلق توڑ کر اولاد کی طرف تعلق لگاتا ہے (باقی دار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قرآن مجید کا بہشت اور ویدوں کا مکتی خانہ

KHILAFAT LIBRARY

سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۶۱ پر لکھتے ہیں۔

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے یہ کہ واسطے ان کے بہشت سے چلتی ہیں نیچے ان کے نہریں جب دیئے جائیں گے اس میں سے میووں کا رزق کہینگے یہ وہ چیزیں ہیں جو ہمکو پہلے دی گئی تھیں اور واسطے انکے بیویاں ہیں ستھری اور ہمیشہ ہی ان کے وہاں رہنا۔

اس آیت کریمہ پر سوامی دیانند صاحب نے اپنی طرف سے اعتراض کیا ہے اور عام طور پر آج کل آریہ مناظرین اسی آیت کو بحث میں پیش کیا کرتے ہیں حالانکہ سینکڑوں دفعہ مسلمانوں کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا ہے اور آج ہم اس کا انشاء اللہ تعالیٰ جواب

جو اعتراض سوامی دیانندی بہشت کی نسبت کرتے ہیں صرف انہیں کا گھڑا ہوا یہ اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ یہ اعتراض مسلمانوں پر عیسائی وغیرہ فرقے نے بھی کیا ہے جس کا جواب باصواب نہ صرف مسلمانوں نے ہی دیا ہے بلکہ خود کئی ایک اہل فرنگ نے اس کا جواب دیکر اپنے ہموطنوں کو قائل کیا ہے اور ان کا ناطقہ بند کر دیا ہے چنانچہ جان ڈنپورٹ صاحب اور گاڈفری ہنگس صاحب نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا کافی و شافی جواب لکھدیا ہے۔ منجملہ جان ڈنپورٹ صاحب نے جو اس اعتراض کا جواب دیا ہے اس کو ہم بعینہ یہاں نقل کرتے ہیں:۔

جان ڈنپورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن میں فرماتے ہیں۔ آنحضرتؐ کی سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ آپ نے ایمان لانے والوں اور اپنے پیروان شرع محمدؐ کو جنت کی ایسی نعمتوں کا وعدہ کیا ہے کہ جو دنیا کی عیاشی کے مشابہ ہیں مگر ذرا فکر کرنے سے یہ بات معلوم ہو جائے گی۔ کہ جس قدر عیسائی اس امر کو بے معنی خیال کرتے ہیں اس قدر یہ بے معنی نہیں ہے اور ہمارے ہاں لکھا ہے کہ ہمارے جسم قیامت کے دن ایسے خوبصورت ہو جائیں گے کہ ان کا حسن وہم و خیال سے باہر ہے اور ہماری قوتیں اور حواس اس قدر تیز ہو جائینگے کہ انہیں نہایت درجہ کی خوشیاں ہر ہر حواس کے لائق حاصل ہونگے۔ کیونکہ اگر ہم ان قوتوں اور حواسوں سے ان کے کام چھڑا دیں اور وہ چیزیں ان سے دے لیں جو انہیں خوش کرتی ہیں تو ہمیں ناچار یہی فرض کرنا پڑے گا۔ کہ یہ طاقتیں اور حواس ہمیں بے فائدہ عطا ہوئی ہیں۔ کیونکہ حقیقت میں ہم یہ فرض کریں کہ اجسام اور روحیں ہمیں پھر ملیں گی اور اگر ہمیں ہماری کمال کے لائق بدن ملیں گے تو روحیں بھی ضرور ملیں گی تو اس کی دلیل نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں کوئی ایسی چیزیں ہمیں نہ ملیں گی جس سے قوائے انسانی اور حواس کو علاقہ ہے کیا ایسی خوشیاں حاصل کرنے میں کسی طرح کا گناہ یا شرم یا ذلت بھی عائد ہو سکتی ہے اور اگر اس خوشی کا حال پوچھو جس کے باب میں خاص حفاظت کرنے کی بہت تاکید ہے (یعنی مباشرت) اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ایسی خوشی حاصل کرنے کی طاقت دہ ہدایت کامل بندوں کو نہیں عطا فرمائی تھی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے ہر ایک سامان مہیا کیا تھا اور انہیں ایسے اسباب دیئے تھے کہ جن سے وہ بہ عیش عشرت بسر کریں لہذا ان کو اس نے یہ طاقت دی کہ وہ نسل انسانی کو ترقی دیں یہ سچ ہے کہ آنحضرت نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ مومنوں کو حوریں ملیں گی اور بہت عمدہ عمدہ باغ ملیں گے اور طرح طرح کی نعمتیں عطا ہوں گی لیکن یہ غلط ہے کہ آنحضرت نے صرف انہیں چیزوں کو جنت کی بہت بڑی نعمت کہا ہے کیونکہ جس طرح روح کو جسم پر فضیلت ہے اسی طرح آپ نے جسم کیواسطے اس کے لائق نعمتیں تجویز کیں اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں اہل عرب نہایت درجہ کے جاہل تھے اور وہ سوائے کھانے پینے اور عیاشی کے کسی اور چیز کو نعمت نہ سمجھتے تھے اسی واسطے آپنے اس طرح کی نعمتیں بیان کیں کہ جن کے حرص سے اہل عرب بہت جلدی خدائے واحد مطلق کی عبادت کی طرف راغب ہو جاویں چنانچہ یہ امر آپؐ کی حدیث سے ثابت ہے لیکن آنحضرت نے روح کے واسطے اس کی لائق نعمتیں تجویز کی ہیں وہ نعمتیں یہ ہیں خدا کا دیدار جو سب نعمتوں پر فائق ہوگا اور جو خوشی کو کمال بخشے گا۔ اور جنت کی تمام خوشیاں فراموش کرا دیگا اور جنت کی خوشیاں تو مولیشی وغیرہ کو بھی ہونگی ادنے سے ادنے باشندہ بہی اللہ تعالے کے باغ اور حوریں اور سامان اور غلمان ہزار برس کی راہ تک پھیلے ہوئے دیکھیگا مگر اعلے رتبہ کا وہ شخص ہوگا۔ جسے ہر صبح کو خدا تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ لہذا یہ غلط ہے کہ مسلمانوں کے لئے جنت میں صرف کھانے پینے اور جسمی عیش ہی نعمتیں ہونگی اور کسی قسم کی نہیں ہونے کی اور یہ بھی غلط ہے کہ اہل اسلام انہیں صرف جسمانی نعمتیں یقین کرتے ہیں بلکہ برخلاف اس کے اکثر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہمارے سمجھانے کے لئے اسی طرح بیان کی گئی ہیں ان سے مراد روحانی نعمتیں ہیں۔ چنانچہ اسی طرح عیسائی علما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان کی غزل الغزلات صرف سہاگ ہی نہیں بلکہ اس سے حضرت عیسےٰ کی محبت ان کی امت کے ساتھ مراد ہے۔ ہائڈ صاحب اپنی کتاب موسوم نوٹ ایڈ ہائی بوئے ٹر کا لرک کے صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں کہ یہ جو جنت کی جسمانی نعمتوں کا بیان ہے انہیں اکثر عقلمند مسلمان خیال کرتے ہیں کہ وہ استعاروں میں بیان ہے اور وہ نعمتیں اسی طرح انجیل میں بھی انسان کے سمجھانے واسطے کتنی ہی چیزیں اس طرح بیان کی گئی ہیں سر اکوکے سفیر کو بیں نے ایک باغ کی تعریف لکھی اور یہ لکھا کہ وہ جنت کے باغ کی مانند ہے اس نے اس کے جواب میں لکھا کہ جنت ایسی جگہ ہے۔ کہ اس دنیا میں کوئی چیز مشابہ نہیں ہو سکتا (اعددت لعبادی الصالحین مالا عین رات ولا اذن سمعت حدیث قدسی ہے) اور نہ آنکھوں نے اسے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے اس کا ذکر سنا ہے اور نہ کہیں اس کی شکل کا خیال آدمی کے دل میں آیا ہے اس کے بعد ہم ہربی لوٹ صاحب کی شہادت لکھتے ہیں جو صاحب موصوف اپنی کتاب موسوم بہ میوتھکا دی ڈزبن ٹیلین میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک سب میں بڑی خدا کی نعمت خدا تعالےٰ کا دیدار ہے اور جس کو یہ نورانی حاصل ہوا وہ کہیں کیوں نہ ہو اس کے نزدیک وہی مقام جنت ہے اور صاحب مذکور کے الفاظ یہ ہیں:۔ اکثر عیسائی جو اہل اسلام سے

(۲) [illegible]

KHILAFAT LIBRARY

مناظرہ کیا کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے نزدیک جنت میں جسمانی خوشیوں کے سوائے اور کسی قسم کی خوشیاں نہیں مگر یہ الزام ان کا غلط ہے ہمارے بیان گذشتہ سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت کے مذہب میں اس قدر جسمانی نعمتوں کا ذکر نہیں جس قدر لوگ اس پر الزام لگاتے ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ اگر عیسائی مذہب کے لحاظ سے اسلام کو دیکھیں اور اس کی ماہیت پر غور کریں تو اہل مشرق کی تعفن رسمیں اہل یورپ کے نکتہ چینوں کے نزدیک عیب اور بدیاں ٹھہریں گی لیکن اگر ہم ذرا زیادہ انصاف کو کام میں لائیں تو بیشک اہل اسلام کو اس قدر الزام نہ دیں گے ہمیں سرزمین اور وہاں کی آب وہوا کا بھی لحاظ کرنا چاہیئے اور یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اس قوم کی عادتیں کیا تھیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت نے جو جنت میں جسمانی عیشوں کا ذکر لکھا ہے یہ گویا ان کی طبیعت کا عکس ہے یعنی وہ جسمانی عیش کو بہت پسند کرتے تھے اور آپ (معاذ اللہ) فربہی اور عیاش تھے اگر ان لوگوں نے قصداً ناانصافی نہیں کی تو اس میں شک نہیں کہ انہوں نے بڑی غلطی کی ہے کیونکہ اس کے برخلاف آپ محنت کش اور غریب اور بے سروسامان آدمی تھے اور ان چیزوں کی کچھ پرواہ نہ کرتے تھے جن کے لئے لوگ محنت کرتے ہیں۔ انتہی

ہمارا خداوند رحمان ورحیم سب کچھ محض اپنے فضل عمیم سے ہمیں عطا کر سکتا ہے اور جس طرح دنیا کے اندر اس کے افضال وعنایات کی انتہا نہیں۔ ایسی ہی عقبیٰ میں وہ اپنی نعماء کیا جسمانی کیا روحانی سب ہم پر پوری کریگا اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔ ہمیں اپنے رب العالمین سے کل نعمتیں (جسمانی اور روحانی) پانے کی امید ہے۔ کیونکہ انسان نے دنیا کے اندر جس حیثیت سے اعمال حسنہ کئے ہیں اسی حیثیت سے وہ ان کا ثمرہ اور جزا بھی بھگتے گا۔ دیر کی اس فلاسفی پر کوئی دلیل نہیں کہ کام تو کرے انسان تمویت جسد مع الروح اور جزا صرف روح کو ملے بلاشبہ اس وجود عنصری کے ساتھ انسان قیامت کو مبعوث ہوگا اور اسی وجود کے ساتھ وہ نعماء سے متلذذ ہوگا۔

ہاں وہاں چونکہ اسفل السافلین دنیا کی چیزیں اور مشاغل جن کا جسم سے زیادہ تر تعلق ہے در پردہ ہونگے اسی واسطے وہاں روحانیت کی جہت غالب ہوگی اور روحانی نعماء جسمانی نعمتوں کے مقابل زیادہ تر اور فائق تر ہوں گی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ خود فرماتا ہے اور خدا کی ابدی رضامندی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور یہ۔ کہ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاءً بما کانوا یعملون کوئی جی نہیں جانتا کہ اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کس سے کیا چھپا ہوا ہے وہ ان کے کاموں کا بدلہ ہے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے صالح بندوں کے واسطے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل کے اوپر گذرا اب ظاہر ہے کہ یہ سب روحانی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے ورنہ دنیا کی نعمتیں خواہ کیسی فائق سے فائق تر ہوں ان کا تصور قلب انسانی پر گذر سکتا ہے ہاں روحانی نعمتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن کو کسی دنیا کی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی اہل دنیا کے دل پر گذرا (اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قال لبشر)

لیکن ان لوگوں کی حالت بڑی قابل رحم ہے۔ جن کو نہ یہاں آرام ہے اور نہ وہاں آرام ہوگا۔ یہاں تو ہر قسم کی تکالیف میں مثلاً قسم قسم کے جوتوں میں گرفتار اور وہاں ایک خیالی جنت میں مجرد روح محض پتھر کی طرح کسی پردہ میں پڑی رہے گی جسے نہ کسی قسم کا وہاں حظ حاصل ہوگا نہ کسی خوشی کا احساس اور پھر سخت تر مصیبت یہ کہ عارضی طور پر چند روز کے لئے وہاں رہ کر پھر اسی اسفل السافلین دنیا میں (بغیر کسی کرم کے بدلے) اسے پھینک دیا جائے گا اور پھر پکارا جائے گا۔ چلو نکلو۔ اب یہاں تمہارا کچھ کام نہیں حالانکہ خدا کو مقربین اور مکتبانہ لوگوں کے ساتھ اس طرح سلوک کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ خدا کے قرب میں ان کا مقام اور اعلیٰ علیین کی طرف بڑھنا ممکن نہیں مگر مذہب کہ وید کے موافق خدا کے حضور میں خدا کے برگزیدہ اور مقرب وعاشقان صادق کسی عرصہ کے قابل تصور نہیں کئے گئے۔ ... ...

جبراً پھر اسی اسفل السافلین کی طرف گرائے جاتے ہیں ایسا غیر معقول عقیدہ دنیا کا کوئی فرقہ بھی نہیں رکھتا سوائے آریہ صاحبان کے جنہوں نے اس پر غور وتدبیر سے کم کام لیا ہے۔ بلاشبہ وید کی یہ فلاسفی کہ مکت کے بعد ان کی صرف روح ہی ایک قسم کا حظ حاصل کرتی ہے جس کا بدن کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہوتا بالکل وہمی۔ اور دور از صداقت خیال ہے اس بات پر کہ ان کی روح ہی (بلا وساطت بدن وحواس) لذت حاصل کرے کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ مجرد روح حظ اور سکھ سے محظوظ نہیں ہو سکتی۔ اس پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ مسلمان بھی تو مرنے کے بعد لذات یا تکالیف روحانی کے وجود کے قائل نہیں تو اس کے جواب میں گذارش ہے۔

کہ مسلمان مرنے کے بعد روح کا جسم مفارق کے ساتھ ایک قسم کا تعلق مانتے ہیں اور اس تعلق کے ساتھ ایک قسم کی لذت یا الم کا احساس یقین کرتے ہیں گو اس کی کیفیت ان کو معلوم نہیں مگر یہ یقین کرتے ہیں کہ صرف روح یا صرف جسم عذاب یا ثواب قبول کرنے کے قابل نہیں بلکہ جسم وروح دونوں کے باہمی تعلق کے ساتھ (اس تعلق کی کیفیت گو سمجھ سے باہر ہے) لذات یا الم کا احساس ہوتا ہے مسلمان اگر مرنے کے بعد صرف روح ہی کو لذت یا الم کا احساس مان لیں تاہم کوئی استبعاد کی بات نہیں۔ کیونکہ مرنے کے بعد روح کی ایک نئی حالت اور کیفیت ہو جاتی ہے۔ (جس پر کوئی واقف نہیں) اگر روح دنیا سے بے لوث اور پاکیزگی کی حالت میں گئی تو اس روحانی لذت کا احساس ہو سکتا ہے اور اگر بد ترین اور ناپاک حالت میں گئی ہے تو اس سے دکھ درد کا احساس ہو سکتا ہے (کیونکہ وہ ایک نیا عالم ہے اور وہاں کو ائف بھی نئے ہیں) مگر آریہ صاحبان ایسا جواب ہرگز نہیں دے سکتے کیونکہ ان کی روحیں انادی ہیں اور کئی دفعہ مکتی خانہ میں بھی رہ چکی ہیں پس جبکہ ان کو کبھی پیچھے مکتی خانہ میں رہنے یا دنیاوی لذات حاصل کرنے کا کچھ احساس تک نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ آگے کبھی مکتی خانہ میں انند ہونے یا حظ اٹھانے کا احساس ہو انسان سے جس قدر افعال صادر ہوتے ہیں اور جو خیال اس کے دل میں آتے ہیں وہ نہ صرف جسم سے اور نہ صرف روح سے آسکتے ہیں بلکہ اسی حالت میں جبکہ جسم روح کے ساتھ ملا ہو کوئی کام مجرد روح سے ہوا نہ ہو سکتا ہے تنہا روح میں نہ کبھی خیال آیا

NEHRU MEMORIAL LIBRARY

اور نہ آسکتا ہے محض روح نے (بلا وساطت حواس)
نہ کبھی کوئی حظ اٹھایا اور نہ اٹھا سکتی ہے دنیا کے اندر
اگر جسم میں ذرا کسی قسم کا خلل یا فتور آجائے تو اسی
وقت انسانی افعال اور روحانی قوائے میں فرق
آجاتا ہے بے ہوشی کی حالت میں روح بالکل ناکارہ
معلوم ہوتی ہے اسے اپنے وجود تک کا علم نہیں
رہتا اور خیالات اور علوم وغیرہ کا اس وقت
یاد ہونا تو ایک طرف رہا سکتہ کا مرض ہو جائے
تو روح کو کسی قسم کا احساس یا حظ نہیں حاصل
رہتا۔ غرض کہ افعال کے صدور یا کسی قسم کا حظ
حاصل کرنے کے لئے روح کا جسم کے ساتھ
تعلق اور تعلق کے بعد جسم کا صحیح سالم ہونا نہایت
ضروری ہوتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ حسب
اعتقاد آریہ صاحبان مکت کے بعد صرف روح
ہی اندر رہ سکے اور کسی قسم کا حظ حاصل کر سکے؟ یہ
بالکل خیال باطل ہے آریہ صاحبان پر جب مخالفین
اعتراض کرتے ہیں کہ اگر تمہاری روحیں انادی
ہیں اور تم لاکھوں جنم ہو گ چکے ہو تو اپنے کسی
سابقہ جنم کا کچھ حال یا خیال ظاہر کرو تو وہ فرمایا
کرتے ہیں کہ حضرت انسان کا حافظہ کمزور ہے
اسی واسطے سابقہ جنموں کا تصور اس کو نہیں رہ سکتا
اب تعجب ہے کہ باوجودیکہ ہر جنم میں روح جسم کے ساتھ
ملی ہوتی ہے تاہم سابقہ جنم کا تصور یا کسی زمانہ کا تصور
یا کسی گذشتہ زمانہ کی لذت یا حظ کا خیال تک نہیں ہوتا۔
تو جب روح بالکل جسم سے منفک (علیحدہ) اکیلی مکت
حاصل کر کے اندر ہو رہی ہو گی اس وقت کس طرح ممکن
ہے کہ محض روح اس مکت کی لذات و حظوظ کا احساس
کر سکتی ہے بلکہ ایسی حالت میں تو اسے یاد اور خیال
تک بھی نہ ہو گا کہ میں کہاں سے آئی کیا چیز ہوں
کس بات کا ثمرہ یہ لذات اٹھا رہی ہوں گویا اس کا عدم
اور وجود برابر ہو گا اور کہیں زاویہ میں محض نکمی اور بیکار
پڑی ہو گی فافہم فتدبر۔

یہ عجب طرح کی مکت ہے کہ جس میں انسان کی
مجرد روح رہ کو اپنے حواس کو بھی خیر باد کہہ بیٹھے
ایسا بہشت بھی کوئی خیال میں نہیں آسکتا جس
سے صرف روح ہی روح حظ حاصل کرے جب
کہ جسم کے ساتھ کچھ تعلق نہ ہو۔ کیونکہ دنیا کے اندر جب
ہم کسی روحانی لذت کا بھی احساس نہیں کر سکتے
جب تک کہ جسم ساتھ شامل نہ ہو تو کیسے ممکن ہے
کہ جنت میں صرف روح ہی روحانی لذات سے
متلذذ ہو۔ چنانچہ ایک بڑے مشہور عالم گاڈ فری ہنگس
صاحب اپنی کتاب اپالوجی میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ (حضرت
محمد کے خلاف ہیں شاید آپ پر بوجہ بہشت حسی کے
طنز کریں۔ مگر درحقیقت کوئی بہشت خیال میں نہیں
آسکتی جس سے جو اس متمتع نہ ہوں۔ کیونکہ جیسا
کہ لاک صاحب نے ثابت کیا ہے انسان کے
دل میں کوئی خیال بلا وساطت حواس کے نہیں
آسکتا پس ضرور ہوا کہ اگر آدمی کو خیال بہشت کا آوے
تو وہ حسی ہی ہو گلب سے بڑا اجر اور حظ اہل اسلام
کا دیدار الٰہی میں ہے جس سے کہتے ہیں: ہو جائینگی
تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی منصف جو رعایت
نہ کرے یہ نہیں کہے گا کہ اس کی تحقیر حسی ہونیکے
سبب سے زیادہ سستی جائے الخ (نقل از حمایت اسلام
مطبوعہ دہلی ۱۸۷۳ء ترجمہ اپالوجی مصنفہ گاڈ
فری ہنگس صاحب)

کہا جاتا ہے کہ بہشت کے اندر حور و قصور و دودھ
اور شہد کی نہریں شراب وغیرہ سب نفسانی دنیاوی
لذات سے مشابہ ہیں خاصکر بہشت کے اندر عمل
مباشرت کو نہایت نفرت اور کراہت کی نگاہ سے
دیکھا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے خدا کی تقدیس
پر بٹا لگتا ہے۔ لیکن جیسا کہ پیچھے بھی اشارہ ہو چکا
ہے جبکہ بہشت دنیاوی اعمال کا ثمرہ ہے تو اگر
اس میں لذات دنیاوی سے مشابہ چیزیں ہوں بھی تو
عقل کے نزدیک ممنوع نہیں اور جب پروردگار نے
اس دنیا میں شہد و دودھ وغیرہ پیدا کر کے اپنے
انعام و احسان خلق پر پورے کئے ہیں۔ تو اگر
وہاں اپنے مقربین کو (نزلا من غفور رحیم)
یہ سب نعمتیں عطا فرمائے تو کونسا استبعاد لازم آتا
ہے اور عورتوں کے اس دنیا میں پیدا کرنے اور مرد
عورت کی مباشرت اور ان کے اجتماع سے (جو
فطرت الٰہیہ کے مطابق اولاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے)
جب اس کی مقدس شان کو کچھ بٹہ نہیں لگتا تو اس
عالم میں عورتوں کے پیدا کرنے اور اپنے مقربین
کی حور و بنانے میں اس کی تقدیس پر کونسا بٹہ لگ
سکتا ہے تمام دنیا نامردوں کو جن کے اعضائے
کام کے قابل نہیں ہوتے حقارت اور
ذلت کی نگاہ سے دیکھی ہے۔ اور بخلاف اس کے
قوی مردوں کو ان کی مردی کی وجہ سے قابل
تعریف سمجھتے ہیں پس ان لوگوں پر سخت تعجب ہے
جو کہتے ہیں کہ جنت میں اہل جنت جاگو نامردوں سے
بھی گئے گذرے ہوں گے اور ہیجڑے اور نامرد
ہو جائینگے حالانکہ دنیا کی نعمتیں عاقبت کی حقیقی
نعما کا ایک شمہ نمونہ ہیں وہاں یہ سب نعمتیں اکمل
درجہ پر عباد صالحین کو نصیب ہونگی دنیا میں مرد
اور عورت کی محبت اور عشق شمہ ہے اس محبت
اور عشق کا جو جنت میں اہل جنت کو اپنی بیویوں
سے ہو گا اور یہی جسمانی محبت کمال جسے عشق مجازی
کہتے ہیں جب روحانیت کا پیرایہ بدل لے تو
عشق حقیقی یا عشق الٰہی ہو جاتا ہے یہی عشقیہ
قوت انسان کے اندر فوارہ کی مانند جوش زن ہے
جس کے دو رخ ہیں ایک مجاز ایک حقیقت
عشق مجازی جب درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو
انسان عشق حقیقی کی سیڑھی پر چڑھنا شروع ہو
جاتا ہے اور یہیں سے چڑھتے چڑھتے عالم
بالا کو پرواز کر جاتا ہے اور بہشت کے اندر
جو شراب کے وجود کی نسبت اعتراض کیا جاتا ہے
یہ بھی بالکل باطل ہے کیونکہ وہاں کی شراب کو
دنیا کی خبیث اور نشہ اور شراب سے کچھ مناسبت
نہیں بلکہ وہاں کی شراب شراب طہور (پاک
کرنے والی) ہو گی جس میں نشہ آور لغو اور بیہودگی
وغیرہ کچھ نہ ہو گا۔ ہاں خدا کی محبت و عشق کے
جوش کو بلاشبہ حرکت دینے والی ہو گی بہشتی
لوگ بہشت کے میووں سے زندہ حوض کوثر
وغیرہ سے سیراب شراب طہور سے ان کا قلب
غیروں کی (حور و قصور وغیرہ) محبت سے ہٹا کر
زلیخا کی ملاوٹ سے عشق الٰہی میں گرم حوروں
کے ہونے سے عشق مجازی پیرایہ بدل بدل
عشق حقیقی میں مستغرق اور دیدار الٰہی میں محو ہونگے۔
ویسٹ منسٹر ریویو مطبوعہ ۱۸۳۶ء نمبر ۹ ص ۳۱۶
میں مرقوم ہے کہ فردوس کی مسرات کے باب میں
(حضرت) محمد کے بیان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے
جس سے عیاشی کے خیالات ابھریں ان کو کہا ہے
کہ ایسی باکرہ ہو گی جیسے باکرہ عورتیں بنی اسرائیل
ساکن بیت اللحم کی اور مثل اور مومنوں کے ان
کا حسن عالم شباب گذشتہ کا سا ہو جائے گا
جس میں کہ آدمی صانع کے ہاتھ سے ابھی آیا ہوا
متصور ہو سکتا ہے مگر نہ تو ان کی گودنیں مثل
ہاتھی دانت کے برجوں کی ہیں اور نہ منہ ایسے
کہ سوتے آدمیوں کی لبوں کو گویا کریں۔ نہ سینے
مثل خوشہ انگور کے اور ..... تو ام ہرن

KHILAFAT LIBRARY

کے بچوں کے سوسن میں چرتے ہوئے نہ ان کی رانوں کے جو مثل جواہر کے ہوشیار کاریگر کی صنعت کے نہ وہ اپنی بہشتی خاوند کو بلاتی ہیں،
اہل عرب کی بیبیاں اپنی سیاہ پتلیاں نیچے ڈالے ہوئی اپنے خاوندوں کے روبرو حیا سے بیٹھتی ہیں۔ جیسے موتی سیپ کے اندر چھپا رہتا ہے۔
(حمایت الاسلام مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء ترجمہ پادلوجی مصنفہ گاڈفری ہنگس صاحب) پھر مسلمان انہیں نعمتوں کو اسم اعظم وضع نعمائے اخروی نہیں قرار دیتے بلکہ ان کو (نزلا من غفور رحیم)
حقیقی نعماء کے ظلال و آثار خیال کرتے ہیں۔
تمام نعمائے جنت کا اصل و مبدأ وہ بڑی نعمت ہے جس کے واسطے سالکان راہ الٰہی شب و روز دردو کرتے ہیں اور جس کے مقابل ان سب نعمتوں کو اہل بہشت تھبول جائینگے۔ وہ کیا ہے خدا کی بے انتہا ابدی رضامندی جو مومنوں کو ہمیشہ نصیب ہوگی اور دیدار الٰہی کی دولت جس میں خاصان خدا محو ہونگے اور جس کا مقابلہ جنت کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ورضوان من اللہ اکبر اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ کئی چہرے اس دن تازہ و شاداب ہوں گے اپنے خدا کی طرف تکتے والے جو اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ طالب الدنیا محدث طالب العقبیٰ مومن طالب المولےٰ منکر۔ دنیا کا طالب ہیجڑا ہے (سب سے گیا گذرا) عقبیٰ کی نعماء کا طالب عورت ہے (یعنی نعماء کے واسطے عبادت کرنے والا) اور مولیٰ کے دیدار کا طالب جو نعمتوں کی پرواہ نہ کرے صرف غایت غرض اسکی رضا الٰہی ہو مذکر (مرد) ہے پس یہاں سے مسلمانوں کا آخرت کی نعمت کی نسبت جو کچھ خیال ہے اظہر من الشمس ہے کہ ان کے نزدیک اہم مقصود کونسی نعمت ہے اور وہ مرد کس کو خیال کرتے ہیں جس کا غایت و غرض صرف خدا کی رضا جوئی اور لقا الٰہی ہو دلبس۔

اب ہم اس جنت کا جس کا اسلام نے وعدہ کیا ہے تفصیل کے ساتھ ذکر کریں تاکہ تمام لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بہشت کے اندر کونسی ایسی نعمت ذکر کی گئی ہے جس کا ہونا قانون قدرت یا عقل و نقل کے خلاف ہے ہم بیان سب آیتیں جن میں جنت کی نعماء کا ذکر آیا ہے لفظ بلفظ معہ ترجمہ درج کرتے ہیں تاکہ سب لوگ اسی جنت کے واسطے جو قانون قدرت کے موافق ہے کوشش کریں نہ اس وہمی چند روزہ مکتی خانہ کے واسطے جہاں روح صرف غیر مدرک بے حس و حرکت پڑی رہے گی۔ ان آیات سے معلوم ہو جائیگا کہ وہ شراب جو بہشت میں مومنوں کو ملے گی کیسی ہوگی۔
اور مخالفین کا اعتراض نفسانی شراب کے متعلق کہاں تک درست ہے مومنوں کا کلام جو جنت میں ہوگا یعنی خدا کی تقدیس تحمید تسبیح تحیت سلام وغیرہ یہ سب روح کو لذت بخشنے والی چیزیں ہیں ہم اس بہشت کی بابت قرآن شریف کی آیات نہایت فخر کے ساتھ یہاں لکھتے ہیں۔ جو رب العالمین نے ہمکو عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ کل مذاہب کے اندر بہشت کی بابت سب وہمی اور ناقص باتیں ہیں افضل اور اعلےٰ بہشت جس میں روحانی اور جسمانی دونو قسم کی اکمل نعمتیں موجود ہیں وہ اسلامی بہشت ہی ہے کیا یہود کیا عیسائی سب مذاہب میں یہ نقص رہ گیا کہ ان میں آخرت اور جنت کی کچھ تفصیل نہیں سوائے اسلام کے کہ جس طرح وہ آپ تمام دینوں سے اکمل افضل اعلےٰ ہے۔ اسی طرح اسلامی بہشت تمام مذاہب کے بہشتوں سے اعلےٰ افضل اکمل و فائق تر ہے اور چونکہ انسان سے اعمال حسنہ بہ حیثیت جسد مع الروح صادر ہوتے ہیں بہشت کے اندر بھی جسمانی اور روحانی دونو قسم کی نعمتوں کو کمال تک پہنچایا ہے۔ اور پھر بہشت بھی ایسی جو دنیا کی تمام طبیعتوں اور قانون فطرت کے بالکل موافق ہے اور انسان کے روحانی اور جسمانی سب تقاضاؤں کو پورا کرتی ہے ٭ (باقی دارد)

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

چین کی قدامت پسندی

میں مہاراجہ کپورتھلہ صاحب بہادر کا سفر نامہ چین و جاپان دجاوا پڑھ رہا تھا۔ سفرنامہ کو مرتب کرنا اور اہم سے اہم معاملات کو شگفتہ اور سادہ الفاظ میں بیان کرنے کا جو ملکہ خدا نے مہاراجہ صاحب بہادر کو عطا فرمایا ہے وہ قابل رشک ہے خداداد ذہانت سے مہاراجہ صاحب بہادر نے سفرنامہ کو ایسا دلچسپ بنایا ہے کہ جب تک شروع سے لیکر آخر تک پڑھ نہ جاؤ چین نہیں آتا اپنے سفرنامہ کے صفحہ ۱۹ پر چین کی قدامت پسندی کے متعلق مہاراجہ صاحب بہادر لکھتے ہیں۔
چینیوں کے کہانوں میں کوئی خوبی نہیں ہے اور اس وجہ سے اس قابل نہیں ہیں کہ ان کا کچھ ذکر کیا جائے بعض تو بڑے بدمزہ اور نہایت بدبودار ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک کہانا جس کو یہ لوگ بڑا عمدہ اور لذیذ سمجھتے ہیں اس طرح تیار ہوتا ہے کہ ایک چوزہ کو زمین میں دبا دیتے ہیں چھ مہینے کے بعد اس کو نکال کر پکاتے ہیں اور کھاتے ہیں،،
پھر صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں اس جگہ بہت سے چینی ایسے بھی ہیں جو یورپین کی زیر حمایت اور زیر حکومت رہتے ہیں مگر اس سے ان کی عادات و اطوار میں کسی نوع کا فرق نہیں آیا۔ میں نے کسی چینی کو نہیں دیکھا کہ تمام یا ایک آدھ انگریزی کپڑا پہنے ہوئے ہو جن لوگوں نے مذہب عیسائی قبول کر لیا ہے وہ بھی تو آج تک چوٹی رکھتے اور اپنا ملکی لباس پہنتے ہیں ٭

چینی مسلمانوں کی قابل رحم حالت

پھر ۴۴ صفحہ پر فرماتے ہیں۔
چین میں مسلمان بہت رہتے ہیں میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ ان کی مسجد دیکھوں۔ جب میں دیوار دیکھ کر واپس آیا تو ایک مسجد کے دیکھنے کا موقع مل گیا مگر جو میرا خیال تھا وہ بات بالکل نہ نکلی میں سمجھتا تھا کہ بڑی شاندار عمارت ہوگی مگر یہ ایک معمولی چینی مکان تھا صرف اتنی زیادتی تھی کہ اندر دیواروں پر عربی لکھی ہوئی تھی میں نے مسجد کے ملا سے کہا کہ کوئی رکوع پڑھ کر سناؤ اس نے بہت ہی رک رک کر پڑھا اس سے معلوم ہوا کہ یہ کچھ زیادہ نہیں جانتا ایک ایسا ہی معمولی مسلمان ہے جیسے اور ہزاروں چین میں ہیں اس ملا نے وہی شاہی فرمان جس سے مسلمانوں کو اپنے خاص طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دی گئی ہے مجھے دیکھایا میں نے پوچھا ملا جی یہاں کے مسلمان چوٹی کیوں رکھتے ہیں اس نے کہا محض اس غرض سے کہ اس میں شاہی مذہب کی تعظیم اور ملک کے لوگوں کی خوشی ہے۔
چین میں چوٹی کاٹنا گناہ اور قابل سزا

KHALSA LIBRARY

قصور سمجھا جاتا ہے،،

جن الفاظ کو ہم نے موٹا کر دیا ہے وہ خصوصیت سے اہل ہند کے مسلمانوں کی توجہ کے قابل ہیں۔

ایک ملک جہاں لوگ غسل سے ناواقف

صفحہ ۴۸ پر ڈالی جو چینی روس کا علاقہ ہے کے متعلق لکھتے ہیں کہ ہوٹل جس میں ہم نے قیام کیا اچھا تھا۔ کھانا بھی طرز کا ملا۔ مگر بہانہ تھا البتہ پانی معمولی سادہ کی قیمت یہاں بہت زیادہ تھی اور کچھ اسی مقام پر یہ بات نہیں دیکھی گئی بلکہ تمام مقاموں میں جو روسیوں کے پاس ہیں یہی حال ہے یہاں اس بات کو کوئی سمجھتا ہی نہیں کہ غسل بھی ایک عمدہ اور ضروری چیز ہے میں تین دن کے قیام میں صرف ایک مرتبہ اور وہ بھی بہزار دقت غسل کر سکا گرم پانی کے لوٹے ایک بڑی ہی نعمت سمجھے جاتے ہیں اور بلوں میں ان کی قیمت الگ درج کی جاتی ہے۔

جاوا کے مسلمانوں کی قابل رحم حالت

جاوا میں ایک مسلمان سلطان نے مہاراجہ صاحب بہادر کی دعوت کی اس کے متعلق آپ اپنے سفرنامہ صفحہ ۲۰۳ میں فرماتے ہیں کہ تماش کے ہندو ہونے میں تو شبہ ہی نہیں کیونکہ یہ مہابھارت کا ایک قصہ ہے جنگ اور سوئیلا کی لڑائی جس کا مہابھارت میں ذکر ہے دکھائی بہادران جنگ جو اس وقت معرکہ آرائی کر رہے تھے سلطان کے بیٹے اور رشتہ دار تھے ہندوؤں کے پرانے زمانہ کا لباس پہنے تھے۔ اور بھی جو کچھ دیکھتا ہوں اس سے ہندو پن ہی متر شح ہوتا ہے میرا میزبان اور اس کی تمام رعایا مسلمان ہے ..... مگر ان کے اوضاع و اطوار سے بالکل معلوم نہیں ہوتا کہ مسلمان ہیں اس وقت مسلمانوں کے ملک میں ہوں بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پکے ہندو ہیں۔ جو آدمی ہندوستان میں رہا ہے وہ یہاں کی تمام چیزیں یہاں کے آدمی اور ان کے سلام کرنے کا طریق ان کے اوضاع و اطوار دیکھ کر یہ خیال کرتا ہے کہ یہاں تو وہ پکا ہندو مذہب ہے جو ہندوستان کے جنوب میں دیکھا جاتا ہے ..... اور اسلام کے رنگ کی ایک چھینٹ تک بھی ان پر نہیں پڑی،، جن سطور کو ہم نے جلی کر دیا ہے وہ خصوصیت سے ناظرین کی توجہ کے قابل ہیں۔

چینی مسلمان ایک مسلمان والیٔ ریاست کی نظر میں

جناب نواب صاحب بہادر رام پور اپنے سفرنامہ موسومہ سیر جاپان حصہ اول کے صفحہ ۵۳ پر چینی مسلمانوں کے قابل رحم حالت کو بدین الفاظ آشکارہ فرماتے ہیں۔ چینیوں میں مسلمان بھی بہت ہیں مگر بت پرست اور مسلمانوں میں ہم شباہت اور ہم زبان ہونے کی وجہ سے تمیز نہیں ہو سکتی،، جن سطور کو ہم نے جلی کیا ہے وہ خصوصیت سے قابل توجہ ہے۔ جناب نواب صاحب بہادر چینی مسلمانوں کی قابل رحم حالت کے متعلق صرف دو سطور لکھ کر ہی رہ گئے ہیں۔ حالانکہ اگر نواب صاحب بہادر توجہ فرماتے اور دو چار مبلغ چینیوں کی قابل رحم حالت کی اصلاح کے لئے بھیج دیتے تو شاید چین کے مسلمانوں کی حالت کچھ اصلاح پذیر ہو جاتی۔ مگر ہر بات خدا کی قدرت میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے توفیق دیتا ہے۔

سر دشکتی مان جگدیشور سے پرارتھنا کرتا ہوں

یہ پیارے الفاظ ہیں۔ جو سوامی دیانند صاحب کی ایک تحریر سے ہمیں ملتے ہیں اور جو آریہ صاحبان کے بنیادی اصولوں کو جنبش دینے اور تناسخ کی جڑ دل کو کھوکھلا کرتے ہیں ۱۸ کا تک یا ۳ نومبر کے اخبار پرکاش میں جو اس کا رتکی نمبر ہے اس کے دوسرے صفحہ اور دوسرے کالم میں شری سوامی دیانند صاحب کا ایک خط چھپا ہے جو آپ نے شری یت راؤ راجہ شری مان پنڈت سنگھ صاحب کو لکھا تھا اس میں آپ راؤ راجہ صاحب بہادر کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ دوسر دشکتی مان جگدیشور سے میں پرارتھنا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی اشتی کرپا کرشن سے سدا کیا کریں اور سودیش اشتی میں آپ سب لوگوں کو مرڑھ اشاہی کر کے آپ لوگوں کے دوہ سب آریہ ورت دیش کی مہیشتی کرا کے مہا پنہ کیرتی کے بھاگی آپ لوگوں کو کرے،،

مطلب شری سوامی دیانند صاحب فرماتے ہیں کہ اے راؤ راجہ۔ میں رب العالمین کے حضور دعا کرتا ہوں کہ وہ رب الابرار ہمیشہ آپ کو مظفر و منصور کریں اور ملک کی بہتری اور فلاح کے لئے آپ کے دل کو مضبوط کریں اور آپ لوگوں کے ذریعہ ہندوستان کی ترقی ہو کر آپ کو اجر عظیم کا مستحق بنائے۔

اب خیال کرو کہ اس دعا کے سامنے تناسخ کہاں پڑ سکتا ہے تناسخ کے عقیدہ مند دن کا تو یہ عقیدہ ہے کہ ہمیں اپنے گذشتہ اعمال کا ہی پھل ملیگا۔ خواہ ہم کتنی ہی دعائیں کریں۔ مگر ہوگا وہی جو ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے وہ قطعاً نہیں بدلیگا اب ہم سوامی جیکے عقیدہ دعا کو مانیں یا عقیدہ تناسخ کو۔ بہتر ہو کہ ہمعصر پر کاش اس پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا کرے۔

ناظرین اخبار نور کو۔ برطانیہ کی فتح مبارک ہو

جرمنی آسٹریا اور ٹرکی نے ہتھیار ڈال دیئے تمام دشمن ممالک نے ہتھیار ڈال کر اتحادیوں کی اطاعت قبول کر لی ہے اور اب جنگ بند ہو چکی ہے دشمن کے تمام ممالک کے ساتھ جن شرائط پر صلح کی گئی ہے اس بات کا اطمینان کر لیا گیا ہے کہ آئندہ جنگ شروع نہ ہو سکے۔ ۱۱ نومبر گیارہ بجے سے جنگ تمام محاذات پر بند ہے۔ قیصر ہالینڈ میں فرار ہو چکا ہے۔ جرمنی اور آسٹریا میں شاہنشاہی حکومت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور روس و افغانستان پر اتحادیوں کا قبضہ ہے غرض ہر جگہ اور ہر طرف اتحادی جھنڈے اپنی پوری شان میں لہرا کر برطانیہ کی سطوت و جرأت کا سکہ بٹھا رہے ہیں۔

جب یہ فرحت افزا خبر قادیان میں پہنچی تو حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے مبارک باد کی تاریں دیگئیں تعلیم الاسلام ہائی سکول مدرسہ احمدیہ صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام کے دفاتر میں چھٹیاں کی گئیں ہر طرف سے خوشی اور مسرت کے نعرے بلند ہونے لگے اور قادیان کی زمین۔

یارب رہے سلامت فرماں روا ہمارا

کے نعروں سے گونج اٹھی۔

حقیقت رؤیا۔ اگر آپ اپنی خوابوں کی حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو حال میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو کتاب حقیقۃ الرؤیا کے نام سے مکرمی منشی غلام نبی صاحب الفضل نے چھپوائی ہے منگوا کر ضرور پڑھیں قیمت صرف ۱۰ اعلیٰ کاپیہ

زیر اہتمام مکرمی منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل قادیان ضلع گورداسپور

پریس کمیونیک

KHILAFAT LIBRARY

کچھ عرصہ سے اخبارات میں یہ خبر شایع ہو رہی ہے کہ بقرعید کے دن موضع گداری تھانہ سوہاوہ ضلع جہلم کے مسلمانوں نے مل کر وہاں کی دہرم سالہ میں گرو گرنتھ صاحب کو جلا دیا۔ لوکل گورنمنٹ نے اس کے متعلق تحقیقات کی ہے اور حسب ذیل کمیونیک کو عوام الناس کی اطلاع کے لئے شایع کیا ہے۔

۱۸ ستمبر ۱۹۱۸ء کو دوپہر کے وقت موضع گداری کے دو کھتری سکھوں مسمیان مکھن سنگھ ولال سنگھ نے تھانہ سوہاوہ میں آکر رپورٹ کی۔ کہ کل رات کے گیارہ بجے جب وہ دیگر کھتریوں کے ہمراہ دہرم سالہ میں کیرتن کر رہے تھے گاؤں کے گکھڑ مسلمانوں نے آکر انہیں گانے سے منع کیا جب انہوں نے پرواہ نہ کی تو باہمی تنازعہ شروع ہو گیا جس میں طرفین نے آپس میں مار پیٹ کی بعد ازاں بہت سے مسلمانوں نے دہرم سالہ میں داخل ہو کر سکھوں پر حملہ کیا۔ اور گرو گرنتھ صاحب کو معہ دیگر کتابوں اور دو سو نقد روپیہ کے اٹھا کر لے گئے۔ متذکرہ بالا رپورٹ میں یہ بھی لکھوایا۔ کہ مسلمان دہرم سالہ کا سارا سامان لے گئے ہیں جب یہ بیان قلمبند ہو رہا تھا۔ تو اس کے دوران میں دو مسلمان گکھڑوں نے آکر تھانہ میں یہ رپورٹ کی کہ شام کو جب مسلمان نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جمع ہوئے اور امام مسجد اذان دینے لگا۔ تو ایک کھتری نے اپنے مکان کی چھت پر جا کر ڈھول بجانا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی مکھن سنگھ اور لال سنگھ نے کھڑتالوں سے شور برپا کر دیا۔ بعض مسلمان معترض ہوئے لیکن انہوں نے ان کی درخواست کا جواب گالی میں دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپس میں مار پیٹ تک نوبت پہنچ گئی۔ ان مسلمانوں نے رپورٹ کے دوران میں بیان کیا کہ باہمی مار پیٹ کے علاوہ اور کسی قسم کا شر انگیز تنازعہ نہیں ہوا۔ اور دہرم سالہ کی لوٹ کے متعلق سکھوں کا بیان قطعاً غلط ہے۔

ان رپورٹوں کے قلم بند ہونے کے بعد اس تھانہ کے ہندو سب انسپکٹر نے فوراً تحقیقات شروع کر دی اور گداری میں جا کر اپنا اطمینان کر لیا۔ گرو گرنتھ کی بے حرمتی کی رپورٹ بالکل مصنوعی ہے گکھڑوں نے صرف کھتریوں سے نماز کے وقت شور بند کرنے کی درخواست کی تھی جس سے مار پیٹ تک نوبت پہنچی۔ لیکن کسی قسم کا خوفناک دنگہ فساد برپا نہیں ہوا نہ ہی کسی قسم کی لوٹ ہوئی گرو گرنتھ صاحب کی بے حرمتی کے الزام کی مزید تردید سب انسپکٹر تھانہ دیناکے بیان سے ہوتی ہے۔ ۱۸ ستمبر کو تھانہ دینا میں مکھن سنگھ کے لڑکے نے رپورٹ دی کہ موضع دھوک پدھیار میں اس کی دکان میں نقب لگی ہے۔ اور چور کچھ کپڑا چرا کر لے گئے ہیں رپورٹ کنندہ نے گداری کے چند مسلمان گکھڑوں پر شبہ کیا۔ کہ وہی اس نقب کے ذمہ دار ہیں اور کہا کہ اس کے والد لکھن سنگھ کا مکان بھی جو بطور دہرم سالہ استعمال کیا جاتا تھا۔ لوٹا گیا ہے۔ اس رپورٹ پر تھانہ دار دینا نے معاملہ کی تفتیش کی اور اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ مکھن سنگھ کے بیٹے کا بیان از سر تا پا جھوٹ ہے بعد ازاں تھانہ دار مذکور گداری میں آیا۔ اور تھانہ دار سوہاوہ سے مل کر اس معاملہ کی چھان بین کی۔ ان کی مشترکہ تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ مکھن سنگھ اور اس کے لڑکے نے صرف گکھڑوں کو مقدمہ میں پھنسانے کی غرض سے سراپا غلط بیان تھانہ میں قلم بند کرایا اور چوری اور گرو گرنتھ صاحب کی بے حرمتی کے متعلق بالکل بعید از صداقت واستانہ وضع کی۔ اخبارات میں گرو گرنتھ صاحب کے جلائے جانے کے متعلق جو خبریں شایع ہو رہی ہیں وہ حقیقت میں بالکل بے بنیاد ہیں

اجناس خوردنی کی گرانی

گورنمنٹ کی انسدادی تدابیر

یہ امر نہایت انبساط سے پڑھا جائیگا کہ گورنمنٹ عالیہ جس بڑھکر اپنے رعایا کا کوئی ہمدرد اور خیر خواہ نہیں ہے وہ شروع سے ہی اس امر پر غور فرما رہی تھی کہ جلد سے جلد اجناس خوردنی کی گرانی کا انسداد کیا جائے چنانچہ اب یہ پریس کمیونیک ہمارے پاس بغرض اندراج پہنچا ہے ناظرین پڑھ کر خوش ہونگے کہ خدا کے فضل سے اب اس گرانی اجناس کا کسی حد تک انسداد ہو جائیگا

اجناس خوردنی کی روز افزوں گرانی سے عوام (ایڈیٹر) الناس اس تشویش میں مبتلا تھے کہ قحط کی مشکلات کا کس طرح مقابلہ کیا جائیگا بعض لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ ملک میں اناج کی غیر معمولی قلت کے باعث گرانی ہے مگر یہ خیال درست نہیں چنانچہ گورنمنٹ ہند کامل تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ملک میں اناج کی ایسی کمی نہیں جیسے کہ لوگوں کا خیال ہے مثلاً برہما میں چاول کے کثیر ذخائر موجود ہیں اور ہندوستان کے بہت سے حصوں میں اناج کا اتنا کافی ذخیرہ ہے کہ دیگر مقامات کی ضروریات بھی پوری ہو سکتی ہیں اس لحاظ سے سئلہ قحط محض بار برداری کی دشواریاں کی وجہ سے زیادہ تشویش انگیز معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ جنگی ضروریات کے لئے جہازوں اور ریلوے گاڑیوں میں بہت کم گنجائش رہ گئی ہے اس لئے یہ سوال بآسانی حل نہیں ہو سکتا لیکن گورنمنٹ نے اس بارے میں جو تدابیر اختیار کی ہیں۔ ان سے تمام مشکلات جلدی رفع ہو جائینگی گورنمنٹ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ گیہوں کی مزید فروداری کو بند کر دیا جائے اب صرف اس قدر گیہوں خریدا جائیگا جو جنگی ضروریات کے لئے نہایت ناگزیر عراق عرب کے سوا یہ گیہوں ہندوستان سے باہر نہیں بھیجا جائیگا۔ گورنمنٹ اس ضروری خرید کو بھی محدود کرنے کی فکر میں ہے دیگر اجناس کی برآمد کے متعلق بھی غور کیا جا رہا ہے۔ ان تدابیر سے مقصود یہ ہے کہ جس جگہ اناج ضروریات مقامی سے زاید ہو وہاں کا غلہ ان علاقوں میں جائے جہاں خاطر خواہ فصل نہیں ہوئی آئندہ گورنمنٹ ہند مقامی گورنمنٹوں سے مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا کریگی۔ کہ وقتاً فوقتاً اناج کی کتنی مقدار بار برداری کے لئے موجود ہے اور زیادہ کس نرخ پر خریدی جا سکتی ہے گورنمنٹ نے ایک خاص افسر اس غرض سے مقرر کیا ہے جو اجناس خوردنی کا کمشنر ہوگا اور اناج کی فروداری میں گورنمنٹ کی امداد کریگا اور بعد ازاں ڈائرکٹر آف سپلائی کے مشورے کے مطابق قحط زدہ علاقوں میں وہ اناج بھیجا جائیگا۔ یہ اناج عوام الناس کے پاس فروخت ہونے کے لئے ان دوکانداروں کو دیا جائیگا جو اجناس کے بہم رسانی کے لئے ڈائرکٹر سے لائسنس حاصل کریں گے مقامی افسر بھی یہ لائسنس جاری کر سکتے ہیں ایسے لائسنس کا مطلب اور مراد اس شرط پر مبنی ہوگا کہ دوکاندار سرکاری نرخ کے مطابق اناج فروخت کرے مقامی گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ غلہ کی فروخت کے لئے میونسپل کمیٹی کے زیر نگرانی دوکانیں کھولنے کا انتظام کریں جہاں ہر کس و ناکس مقررہ قیمت پر بآسانی خرید سکے۔ گیہوں چاول اور بعد ازاں دیگر اجناس کی بار برداری کے